22

(1) حفاظتِ قادیان کے وعدے خود بھی ادا کرو اور دوسروں سے بھی کراؤ

(2) تبلیغ کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اپنے دوستوں سے صاف صاف کہہ دو کہ یا مجھے سمجھاؤ یا اپنی غلطی مان لو

(فرمودہ 16 جولائی 1948ء پارک ہاؤس کوئٹہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"جیسا کہ مَیں نے درس کے شروع میں بتایا تھا کہ جمعہ کے دن درس نہیں ہوا کرے گا۔ آج درس نہیں ہوگا۔ خطبہ میں مختصر طور پر مَیں دو باتوں کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میری طبیعت آج خراب ہے۔ روزہ تو مَیں نے رکھ لیا ہے شاید مَیں روزہ نہ رکھنے میں معذور سمجھا جا سکتا تھا مگر خواہ میرا روزہ رکھنا صحیح تھا یا غلط تھا بہرحال مَیں نے آج اپنے اجتہاد سے روزہ رکھ لیا ہے کیونکہ مَیں نے اتنا لمبا سفر اسی لیے کیا تھا تا بیماری میں شدتِ گرمی زیادتی پیدا نہ کر دے اور اس طرح

مَیں روزوں سے محروم نہ رہ جاؤں۔
وہ دو باتیں جن کی طرف مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ حفاظتِ قادیان کے وعدے جن لوگوں نے کیے تھے اب وہ ان وعدوں کی ادائیگی میں بہت سستی سے کام لے رہے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا اور قادیان اور مشرقی پنجاب سے ہمیں ہجرت نہ کرنی پڑتی تب تو سستی کی کوئی وجہ ہو سکتی تھی۔ دشمن نے جو کچھ کیا اس کی وجہ سے تو لوگوں میں پہلے کی نسبت زیادہ جوش پیدا ہو جانا چاہیے تھا۔ میرا چندہ حفاظتِ قادیان بیس ہزار روپے بنا تھا جو مَیں نے قادیان میں ہی دے دیا تھا۔ مَیں نے یہ رقم ادا نہ کی ہوئی ہوتی تو اگر تھوڑی سے تھوڑی طاقت بھی اس کی ادائیگی کی ہوتی تو مَیں ضرور سب سے پہلے یہ رقم ادا کرتا اور ہرگز یہ عذر پیش نہ کرتا کہ چونکہ میری جائیداد قادیان میں رہ گئی ہے اس لیے مَیں یہ چندہ ادا نہیں کر سکتا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر کوئی چیز ہمارے پاس باقی رہ گئی ہے تو اس میں خدا تعالیٰ کا حق سب سے مقدم ہے اور ہمارا حق بعد میں ہے۔ مجھ سے قادیان کے بعض دوستوں نے پوچھا تھا کہ ہماری جائیدادیں قادیان میں رہ گئی ہیں ہمارے لیے اس چندہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ مَیں نے ان سے کہا ان کی جائیدادیں خواہ کم تھیں یا بالکل ہی نہیں تھیں وہ صرف محنت مزدوری کر کے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ پس اس کا سوال ہی نہیں ہے کہ ان کی جائیدادیں مشرقی پنجاب میں رہ گئی ہیں۔ اگر انہوں نے حفاظتِ قادیان کے چندے کے وعدے کیے ہوئے تھے تو انہیں بھی اپنے وعدے ادا کرنے چاہییں اور یہ چندہ بہرحال دینا چاہیے۔ میری جائیداد بھی تو قادیان میں رہ گئی ہے۔ مَیں نے یہ چندہ قادیان میں ہی ادا کر دیا تھا۔ کیا مجھے سزا اس بات کی ملنی چاہیے کہ مَیں نے چندہ پہلے کیوں ادا کر دیا۔ اگر آپ نے ابھی تک چندہ ادا نہیں کیا تو یہ آپ کی غفلت ہے اور آپ کی غفلت کی سزا آپ کو زیادہ ملنی چاہیے نہ یہ کہ آپ کو چندہ ہی معاف کر دیا جائے۔ قادیان کے دوستوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ اگر میری ان کے متعلق یہ رائے ہے تو دوسروں کو مَیں کس طرح معذور سمجھ سکتا ہوں۔ یہ چندہ نہایت ہی اہم ہے لیکن اس کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ کل کی رپورٹ جو مجھے ملی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس مد میں صرف 56 روپے کی رقم وصول ہوئی ہے۔ گویا اس طرح کی وصولی کے یہ معنے ہوئے کہ پندرہ سو روپیہ فی مہینہ آمد ہوئی اور ابھی آٹھ لاکھ کی وصولی باقی ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ 42 سال میں جا کر یہ رقم وصول ہوگی۔ کیا کوئی معقول آدمی یہ خیال کر سکتا

ہے کہ اگر اس طرح آمد رہی تو یہ اتنا ضروری اور اہم کام چل سکتا ہے۔ ہمارا کام پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ پھر قادیان میں جو لوگ جاتے ہیں وہاں ان کی کمائی کی کوئی صورت نہیں۔ ان پر بھی بہرحال سلسلہ کا خرچ آتا ہے۔ وہ اپنے کام بند کر کے قادیان چلے جاتے ہیں۔ ان کا بوجھ بھی سلسلہ نے اٹھانا ہے۔ پچھلے لوگوں کو تو ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ جس طرح ہو سکے گزارہ کیے جاؤ لیکن جو لوگ قادیان میں ہیں وہ تو بالکل بے کار ہیں اور وہ کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کھانے، نہانے دھونے کے لیے صابن کا خرچ وغیرہ سلسلہ کو برداشت کرنا ہوگا۔ پھر قادیان میں جو مکانات ہمارے قبضہ میں ہیں ان کے ٹیکس بھی ہمیں ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ٹیکس ادا نہ کریں تو حکومت ہمیں وہاں سے نکال دے گی۔ ہم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے کہ ان مکانات کے مالک یہاں نہیں ہیں اس لیے ہم ٹیکس ادا نہیں کر سکتے یا وہ ہیں تو یہاں مگر کچھ کما نہیں سکتے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ہم ٹیکس نہیں دے سکتے تو حکومت کے ہاتھ میں یہ ایک ہتھیار آ جائے گا کہ اچھا یہ ٹیکس نہیں دیتے ان کے مکان نیلام کروا دو۔

پس اگر ہم ان محلوں کو جو ہمارے قبضہ میں ہیں خالی کرنا نہیں چاہتے تو ہمیں ان مکانات کے ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے اور پھر یہ سیدھی بات ہے کہ ایسی خطرناک جگہوں پر اور بہت سے اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں۔ پھر ہمیں ساری دنیا میں پروپیگنڈا بھی کرنا ہے اور پروپیگنڈا کے لیے دوسرے ممالک میں ٹریکٹ وغیرہ بھی بھیجنے پڑتے ہیں اور اس سوال کو زندہ رکھنے کے لیے وزارتوں، اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں وغیرہ کے ساتھ تعلق تازہ رکھنا پڑتا ہے اور ان جماعتوں میں پروپیگنڈا کرنا پڑتا ہے۔ دوسری قومیں اگر اس کام کو کرنا چاہیں تو ایک لاکھ روپیہ فی مہینہ سے بھی اس کام کو نہیں چلا سکتیں لیکن ہمارا کام تو بہت تھوڑے پیسوں سے ہو رہا ہے مگر پھر بھی اخراجات اوسطاً پچیس تیس ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ اگر پندرہ سو روپیہ ماہوار کی ہی آمد رہی تو ہم مجبور ہو کر قادیان کے دوستوں سے کہہ دیں گے کہ وہ قادیان خالی کر کے آ جائیں۔ اس لیے کہ تمہاری قوم تمہاری حفاظت کے لیے تیار نہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا کوئٹہ کی جماعت اپنا حق ادا کر چکی ہے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک سال کے وعدے تھے جس پر ڈیڑھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک جماعت کے دوستوں نے اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اب تو دوسرے سال کا مطالبہ ہونا چاہیے تھا مگر ابھی تک پچھلے سال کے وعدے بھی ادا نہیں ہوئے۔ یہ خطبہ تو شائع ہو جائے گا اور دوسری جماعتوں میں بھی جائے گا

لیکن میرے پہلے مخاطب آپ ہیں۔مَیں جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کو جن کے کام سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حساب کریں کہ جماعت کے کتنے وعدے تھے اور کیا وہ ٹھیک تھے غلط تو نہیں تھے۔اگر غلط تھے تو وہ انہیں ٹھیک کروائیں اور اگر ٹھیک تھے تو وہ دیکھیں کہ کیا ان کی ادائیگی ہو چکی ہے؟ اور اگر ادائیگی نہیں ہوئی تو وہ ادائیگی کروائیں اور دوسری جماعتوں کے لیے نمونہ بنیں تا ان کا نمونہ دیکھ کر دوسری جماعتیں بھی نیکی کی طرف بڑھیں۔☆

دوسری بات جس کی طرف مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہاں تبلیغ کم ہو رہی ہے اور احباب پوری طرح اس کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔اب بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ حقیقی طور پر یہاں تبلیغ نہیں ہو رہی۔اِس وقت مجھے یہ کہا بھی گیا تھا کہ تبلیغ ہو رہی ہے اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ بعض دوست بیعت کے لیے تیار بھی ہیں مگر ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح عام لوگوں میں یہ غلطی پائی جاتی ہے کہ جب کوئی کسی سے سرسری بات کر لیتا ہے تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ تبلیغ ہوگئی۔کسی کے سامنے جماعت کی سرگرمیوں کا سرسری طور پر ذکر کر دیا اور اس نے ہاں میں ہاں ملا دی یا کہہ دیا کہ تمہاری جماعت بہت اچھا کام کر رہی ہے تو پھر سمجھ لیا جاتا ہے کہ بس وہ احمدی ہو جائے گا۔یہاں بھی یہ غلطی پائی جاتی ہے۔اپنے مطلب کی بات میں تو ہر ایک ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ وہ احمدیت کی طرف مائل ہے یا جلد ہی احمدی ہو جائے گا غلط ہے۔کسی کے گھر میں کوئی پھلوں کی ٹوکری بھیج دے اور وہ جَزَاکَ اللّٰہُ کہہ دے اس سے یہ مطلب نکال لینا کہ وہ احمدیت کی طرف مائل ہے نہایت ہی عقل کے خلاف ہے۔یہ خیال کر لینا کہ لوگ سرسری ذکر سے تسلی پا جاتے ہیں درست نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مَیں نے یہ سنا تھا کہ ایک لڑکا تھا۔ماں نے اسے نوکری کے لیے ایک امیر آدمی کے پاس بھیج دیا۔وہ خود بیوہ تھی اور اس کے اَور بھی بچے تھے۔اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا جو تنخواہ تمہیں مِلا کرے گی وہ سب مجھے بھیج دیا کرنا۔بیٹے نے کہا کہ اگر مجھے

☆ اس خطبہ کے بعد عزیزم میاں کرم الٰہی صاحب نے رقعہ لکھا کہ وہ پہلا وعدہ پورا کر چکے ہیں اور پھر نئے سرے سے اسی رقم کا وعدہ حفاظت مرکز کے لیے کرتے ہیں۔جَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ اور اللہ تعالیٰ دوسروں کے لیے ان کا نمونہ نیک تحریک کرنے کا موجب بنائے۔

کوئی ضرورت ہوئی تو وہ مَیں کہاں سے پوری کروں گا؟ ماں نے کہا وہ انعاموں سے پوری کر لینا۔ بیٹے نے کہا کہ انعام کیسے ملتے ہیں؟ تو ماں نے کہا اچھے آقا اپنے نوکروں کو انعام دیا کرتے ہیں۔ بیٹے نے کہا اگر وہ نہ دے؟ ماں نے کہا جب خوش ہو انعام مانگ لیا کرنا۔ بیٹے نے کہا مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ خوش ہوا ہے؟ ماں نے کہا مَیں تمہیں بتاتی ہوں۔ جب وہ ہنسے گا تو سمجھ لینا وہ خوش ہو گیا ہے۔ پھر اس سے انعام مانگ لینا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ امیر آدمی سفر پر گیا۔ راستے میں وہ ایک سرائے میں ٹھہرا۔ رات کو بارش شروع ہوگئی۔ اس امیر آدمی نے نوکر سے کہا کہ لیمپ بجھا دو۔ مجھے روشنی میں نیند نہیں آتی۔ نوکر نے جواب دیا منہ پر لحاف لے لو خود بخود اندھیرا ہو جائے گا کیونکہ مجھے بھی اندھیرے میں نیند نہیں آتی۔ وہ امیر آدمی اسے بچہ سمجھ کر چپ ہو رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا کہ جاؤ دیکھو کہ کیا بارش ہو رہی ہے؟ نوکر نے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہی جواب دے دیا ہاں بارش ہو رہی ہے۔ مالک نے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بارش ہو رہی ہے؟ نوکر نے جواب دیا میرے پاس سے ایک بلی گزری ہے۔ میں نے اس پر ہاتھ مار کر دیکھا ہے وہ بھیگی ہوئی تھی۔ پھر مالک نے کہا کہ ہوا ٹھنڈی آ رہی ہے کواڑ بند کر دو۔ نوکر نے جواب دیا۔ دو کام مَیں نے کیے ہیں یہ کام آپ کر لیں۔ مالک اپنے نوکر کی بیوقوفی پر ہنس پڑا۔ اس پر وہ لڑکا فوراً کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ حضور! انعام دیجیے۔ یہی حال سرسری تبلیغ کا ہے۔ مطلب کی بات پر تو ہر ایک خوش ہو جاتا ہے۔ مطلب کی باتیں کسی کے سامنے پیش کر دینے سے تبلیغ کا فرض ادا نہیں ہوتا اور نہ ایسی تبلیغ سے کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ بلکہ ایسے مسائل پیش کرنے چاہییں جس سے وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ پھر ایسی صورت سے پیش نہیں کرنے چاہییں جس سے وہ چِڑ جائیں بلکہ اس طرح پیش کرنے چاہییں کہ ان کے اندر صداقت کو قبول کرنے کا میلان پیدا ہو جائے۔ اگر تمہارا کوئی دوست ہے تو اس سے پوچھو کہ دیکھو بھائی مَیں تم سے اتنی دیر سے ملتا جلتا رہا ہوں یا تو مَیں بے ایمان ہوں یا تم بے ایمان ہو۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے۔ مَیں تو تمہیں سمجھاتا رہا ہوں۔ اگر میری باتیں ٹھیک ہیں، اگر میری باتوں کا تم پر اثر ہے اور تم سمجھتے ہو کہ مَیں صحیح راستہ پر ہوں تو پھر تم کیوں سزا کو قبول کرتے ہو اور جہنم میں پڑتے ہو۔ لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ میں غلط راستہ پر ہوں تو پھر تمہیں چاہیے کہ مجھے سمجھاؤ تا مَیں غلط راستہ کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا۔ اس طرح وہ اپنا اندرونہ آپ پر کھول دے گا۔ اگر اسے آپ کی کچھ باتیں سمجھ نہیں آئیں تو وہ باتیں تمہیں بتائے گا کہ

دیکھو بھئی یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں اور اس طرح آپ کو دوبارہ سمجھانے کا موقع مل جائے گا۔ بغیر اس کے کام نہیں چلے گا۔ محض باتیں سننے سے کسی کے چہرے پر بشاشت کا ظاہر ہو جانا اس بات کی علامت نہیں کہ وہ احمدی ہو گیا ہے یا یہ کہ وہ احمدیت کے قریب ہے اور جلد بیعت کر لے گا۔ اگر کسی نے آپ کے گھر آ کر کھانا کھا لیا اور اس نے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آپ کی جماعت بڑی اچھی ہے، آپ لوگ تبلیغ کرتے ہیں، قربانی اور ایثار کا جذبہ آپ لوگوں میں پایا جاتا ہے اس سے آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ احمدیت کے قریب ہے اور وہ جلدی بیعت کر لے گا۔ اگر آپ ایسا سمجھ لیتے ہیں تو یہ آپ کا غلط اندازہ ہے۔ پچھلے دنوں جب ہم قادیان میں دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے اُس وقت ہر طرف یہ شور تھا کہ جماعت احمدیہ قربانی کا بہت اچھا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ دوسرے مسلمانوں پر احمدیت کا اثر تھا یا انہوں نے احمدیت کو سچا جان لیا تھا بلکہ اُس وقت ان کے سامنے اپنی غیرت اور عزت کا سوال تھا۔ وہ دنیا کو بتانا چاہتے تھے کہ دیکھو مسلمانوں کا ایک حصہ تو اپنی جگہ پر ڈٹا ہوا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اس طرح اس نیک نامی اور شہرت میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں اور اس کام میں ہمارے ساتھ برابر کے حصہ دار ہو جائیں جو ان کے اپنے مطلب کی بات تھی جس کی وجہ سے وہ ہمارے اس کام پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ جب کام نکل گیا تو اب انہی لوگوں میں سے بہت سے مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ لیکن کامل دوست تو وہ ہے جو اچھے اور بُرے، آرام اور تکلیف، سکھ اور دکھ سب میں شریک ہو اور یہ اس طرح ہی ہو سکتا ہے کہ وہ جماعت میں داخل ہو جائے۔ آپ کو ایسے افراد سے تصفیہ کر لینا چاہیے۔ یونہی لٹکائے نہیں جانا چاہیے۔ تبلیغ کرو اور دیکھو تمہاری تبلیغ کا ان پر کیا اثر ہے۔ اگر آپ کی باتوں کا ان پر اثر ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ٹھیک راستہ پر جا رہے ہیں تو پھر ان سے کہہ دو کہ اگر تمہارے نزدیک میری باتیں صحیح ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ مَیں ٹھیک راستہ پر جا رہا ہوں تو پھر تمہیں ماننے میں کیا انکار ہے۔ مَیں نے جو درست سمجھا تھا وہ تمہیں بھی سمجھا دیا ہے۔ اب اگر تم کو کوئی اعتراض ہے تو وہ پیش کرو ورنہ تم مجھے سمجھاؤ اور اس راستہ پر مجھے بھی لگا لو جس کو تم صحیح خیال کرتے ہو۔ اس طرح اگر تمہارا دوست تمہاری باتوں کو ہی درست سمجھتا ہے تو وہ تمہارے ساتھ آ جائے گا اور اگر اسے ابھی کچھ اعتراضات ہیں تو پھر تمہیں ان کے جوابات دینے کا موقع مل جائے گا۔ جب تمہاری تبلیغ سے اس کی تسلی ہو جائے اور تم اس پر حجت تمام کر لو تو اسے کہو کہ مرد بنو بزدل نہ بنو۔ آؤ ان اکھلیوں میں تم بھی سر دو

جن میں مَیں نے اپنا سر دیا ہوا ہے۔ اگر تم اسے ٹھیک کام سمجھتے ہو تو پیچھے کیوں ہٹتے ہو۔ حق یہی ہے کہ کسی نہ کسی جگہ پر بات پہنچے۔ یونہی غلط طور پر کسی کی نسبت خیال کر لینا کہ اب یہ احمدیت کے قریب ہے اور ضرور بیعت کر لے گا درست نہیں۔ اس طرح بات تو لٹکتی جائے گی۔ وہ پانچ سال بعد بھی وہی بات کہہ دے گا جو بات اس نے اب آپ کے سامنے کہی ہے یا پانچ سال قبل آپ کے سامنے کہی تھی۔ دوست وہی ہے جو تمہارے ہر کام میں شریک ہو ورنہ دوستی کا فائدہ ہی کیا۔

پس رسمی اور سرسری باتیں کرنا کافی نہیں۔ تبلیغ کرو اور ایسی تبلیغ کرو جس کا کوئی نتیجہ بھی نکلے۔ یا تو وہ سچے طور پر تمہاری باتوں پر غور کرے اور یا وہ کہہ دے کہ وہ صرف ظاہر داروں کی باتیں کرتا تھا اور قطع تعلق کر لے۔ اس طرح تمہیں جو اس پر اعتماد تھا اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ پس حقیقت یہی ہے کہ یہاں سچے طور پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ وہ تبلیغ جس سے کہ کسی پر حجت تمام ہو۔ جب تک کسی سے کھول کر باتیں نہ کی جائیں تب تک کوئی تبدیلی مذہب پر تیار نہیں ہوتا۔ اپنے مذہب اور عقیدے کو چھوڑنے پر کوئی اس وقت ہی تیار ہو سکتا ہے جب اس کے سامنے ایسی دلیلیں پیش کی جائیں جن سے اس پر حجت تمام ہو جائے اور وہ سمجھ لے کہ جس مذہب کی طرف تم اسے بلا رہے ہو وہی سچا ہے ورنہ سرسری باتوں سے یہ سمجھ لینا کہ وہ تمہارا ہم خیال ہو جائے غلط ہے۔ پس اس طرح تبلیغ کرو کہ یا تو وہ سلسلے میں داخل ہو جائے اور یا وہ اپنا عندیہ کھول کر رکھ دے اور تمہارا یہ خیال باطل ہو جائے کہ وہ قریب زمانہ میں احمدیت میں شامل ہو جائے گا۔ دوست وہی ہے جو اِس جہان میں بھی ساتھ ہو اور اگلے جہان میں بھی ساتھ ہو۔ اگر کوئی دوست دونوں جہان میں ساتھ نہیں تو وہ دوست کس کام کا۔ اگر تمہارا دوست جہنم میں جاتا ہے اور تمہیں خدا تعالیٰ جنت میں بھیج دیتا ہے تو پھر وہ دوستی دوستی نہیں۔ حقیقی دوستی تب ہی ہے جب تم اپنے دوست کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ جب تک تمہارا دوست بھی تمہارے ساتھ جنت میں نہ ہو تو تمہیں جنت میں رہ کر بھی حقیقی سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تم دیکھ رہے ہو کہ تمہارا دوست جہنم میں ہے تو تمہیں جنت میں کیسے سکھ نصیب ہو سکتا ہے۔

پس وہ دو باتیں جن کی طرف مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:۔

اوّل اگر حفاظتِ قادیان کے وعدے کیے ہوئے ہیں اور ان کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہوئی تو انہیں ادا کروائیں یا اگر غلط وعدے لکھوائے ہوئے ہیں تو انہیں صحیح کروائیں۔ یہاں کی جماعت کا تو مجھے علم نہیں

دوسری جماعتوں کے بعض دوستوں کا مجھے علم ہے جن کی جائیداد مجھ سے کسی صورت میں بھی کم نہیں لیکن میرے چندے کا پانچواں یا چھٹا حصہ انہوں نے چندہ لکھوایا ہے حالانکہ ان کی جائیدادیں بہت زیادہ ہیں۔ایسی غلطی کرنے والوں کی اصلاح کریں اور ان سے صحیح وعدے لے کر ادائیگی کروائیں۔ کئی دوست چھوٹی چھوٹی آمدوں کو آمد ہی خیال نہیں کرتے۔ایک بڑی آمد کو آمد سمجھ کر اس کا چندہ دے دیتے ہیں اور بڑی آمد پر بھی پہلے ہی ڈسکاؤنٹ (Discount) لگا لیتے ہیں۔تاجر خیال کرتے ہیں کہ وہ دکان سے جو گھر کا خرچ نکالتے ہیں وہی ان کی آمد ہے۔بعض لوگ آپ ہی اپنی تنخواہ مقرر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری آمد یہ ہے اور باقی نفع کہتے ہیں کہ دکان میں لگا دیا گیا حالانکہ جو آمد ہے وہی آمد ہے خواہ وہ دکان میں ڈال دی جائے یا بنک میں جمع کرا دی جائے۔ایک ہی بات ہے۔یہ کہہ دینا کہ دکان والی رقم کا مجھے کیا فائدہ، غلط ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرنے والے ہیں تو مومن، لیکن غلط فہمی کی بناء پر ایسا کرتے ہیں۔اگر انہیں سمجھایا جائے تو اصلاح ہو سکتی ہے۔اگر ان کے اندر ایمان نہیں ہے تو وہ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اس طرح جماعت ان کے بوجھ سے بچ جائے گی لیکن اگر ان میں ایمان ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے تو وہ ضرور اپنی اصلاح کر لیں گے۔مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت میں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو وضاحت کر دینے کے بعد بھی پیچھے رہنے والے ہوں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کی طرح مجھے جماعت میں عیب ہی عیب نظر نہیں آتے۔میرا تجربہ یہ ہے کہ جب بات کھل جاتی ہے تو جماعت کا اکثر حصہ قربانی میں پیچھے نہیں رہتا۔ نیک کام کے لیے عادت کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کام کی عادت پڑنے میں کچھ دیر لگتی ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی کوئی نیا حکم دیا تو کچھ دیر تک اس میں رکاوٹ پڑ جاتی تھی مگر کچھ عرصہ بعد وہ صحیح ہو جاتی تھی۔ چندے کی عادت پڑنے میں بھی دیر لگتی ہے۔جب سلسلہ کا کام خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے سپرد ہوا اُس وقت دو پیسہ فی روپیہ چندہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دھیلا فی روپیہ چندہ تھا۔ پھر پیسہ ہوا، پھر دو پیسے ہوا اور پھر ایک آنہ فی روپیہ چندہ ہوا۔اب جماعت کے ایک حصہ نے وصیت بھی کی ہوئی ہے جو کم از کم اپنی آمد کا 1/10 چندہ دیتے ہیں اور اب سینکڑوں کی تعداد بلکہ جیسا کہ مجھے پچھلی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے یہ تعداد ہزار تک پہنچ گئی ہے جو ساڑھے سولہ فیصدی سے پچاس فیصدی تک چندے دے رہے ہیں۔بعض

دوستوں نے میری پہلی تحریک پر عمل کرتے ہوئے 50 فیصدی چندہ دینا شروع کر دیا تھا۔ اگرچہ مَیں نے اسے بعد میں 33 فیصدی کر دیا ہے مگر وہ ابھی تک 50 فیصدی ہی دے رہے ہیں۔ ایسے دوستوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے گی بلکہ جماعت کا اکثر حصہ ایسا ہوگا جو ساڑھے سولہ فیصدی سے 33 فیصدی تک چندہ دیتا ہوگا۔ اب دیکھو کہ کس طرح ترقی کرتے کرتے جماعت چندہ میں ترقی کرگئی اور ابھی اِنْشَاءَ اللّٰہُ اَور کرے گی۔

اسی طرح جان کی قربانی کے سوال ہی کو لے لو جب مَیں نے یہ چیز جماعت کے سامنے پیش کی تو جماعت کی یہ حالت تھی کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ[1] گویا وہ موت کی طرف ہنکائے جاتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے بعد جماعت میں جان کی قربانی کی بھی عادت پڑ جائے گی۔ موت تو سب سے ہلکی چیز ہے خدا اور اس کے کام کی خاطر اگر کسی کو موت آ جاتی ہے تو کیا ہوا یہ خدائی تقدیر ہے جس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ دنیا کے کاموں میں کیا کسی نے گارنٹی دی ہوئی ہے کہ کام کرتے ہوئے اسے موت نہیں آئے گی۔ اگر دنیاوی کام کرتے ہوئے وہ مر جائے تو پھر اس کے بچوں کی کون پرورش کرے گا۔ لیکن اگر خدا کا کام کرتا ہوا مر جائے گا تو خدا تعالیٰ اس کے لیے کچھ تو غیرت دکھائے گا اور وہ اس کی خاطر کچھ تو کرے گا۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ وہ مر جائے بسا اوقات انسان زندہ رہتا ہے۔ غرض جماعت میں اب بیداری پیدا ہو رہی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد جماعت کے اندر یہ روح پیدا ہو جائے گی کہ وہ جہاد کرنے لگ جائے گی۔ پس ہر کام عادت ڈالنے سے ترقی کرتا جاتا ہے۔

تبلیغ کی طرف جماعت کو توجہ دلانا بھی ایک وقت اور محنت چاہتا ہے۔ باقاعدہ اس طرف توجہ کی جائے تو ہر شخص اس کام کا عادی ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کہیں کی کہیں جا پہنچے گی۔ اس سلسلہ میں جماعت کے مقرر کردہ تبلیغ کے عہدہ داروں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ محنت سے کام کریں۔ سونے سے کام نہیں بنے گا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ یہاں کے سیکرٹری تبلیغ کون ہیں۔ ابھی تک وہ مجھ سے نہیں ملے۔ اگر وہ مجھ سے ملتے اور اپنے حالات بتاتے تو مَیں ان کو تبلیغ کے کئی ایک طریقے بتا سکتا تھا جن پر عمل کر کے وہ اس میدان میں کامیاب ہو سکتے تھے لیکن انہوں نے کوئی پروا نہیں کی۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے فرائض کی طرف توجہ دیں۔ جماعت کے لوگ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے سیکرٹری تبلیغ مقرر کر دیا ہوا ہے جس کا کام ہے کہ وہ تبلیغی کام کرے۔ جب وہ سیکرٹری ان سے کہتا ہی نہیں تو وہ

تبلیغ کیا کریں۔ سیکرٹری تبلیغ کو چاہیے کہ وہ کام کرنا سیکھے۔ اور کوئی مشکل پیش آتی ہو تو وہ مجھ سے پوچھے مَیں اسے بتاؤں گا کہ وہ مشکل کیسے آسان ہوسکتی ہے۔ بعض لوگوں کو اس چیز کا احساس ہوتا ہے۔ ہمارے ایک نئے احمدی دوست ہیں جو بلوچستان میں ملازم ہیں ویسے یوپی کے رہنے والے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ کونسے طریقے ہیں جن کو اختیار کرنے سے بلوچستان میں تبلیغ کامیاب ہوسکتی ہے؟ مَیں نے سمجھ لیا کہ ان میں اس چیز کا احساس پایا جاتا ہے اور مَیں نے ان کو کئی ایک طریقے بتائے جن کو اختیار کرنے سے بلوچستان میں تبلیغ کامیاب ہوسکتی ہے۔ قادیان کے اردگرد کی جماعتوں کو مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تھی اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت کی تعداد دس بارہ ہزار سے ترقی کر کے ساٹھ ستّر ہزار ہوگئی تھی۔ پس اگر اس طرف ذرا بھی توجہ کی جاتی تو یہ مشکل کام نہ تھا۔ جو طریقہ یہاں کی جماعت کے دوستوں نے اختیار کیا ہوا ہے یا عام طور پر احمدی جماعتیں اختیار کرتی ہیں وہ غلط ہے۔ دوستوں کو اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ صحیح طریقہ یہی ہے کہ تم اپنے دوستوں سے صاف صاف کہہ دو کہ یا تم غلطی پر ہو یا مَیں غلطی پر ہوں۔ اگر تم مجھے غلطی پر سمجھتے ہو تو دوستی کا حق یہ ہے کہ تم مجھے سمجھاؤ تا مَیں صحیح راستہ پر آجاؤں اور اگر مَیں حق پر ہوں تو تمہیں بھی میرے ساتھ ہو جانا چاہیے اور اگر صحیح طور پر کام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ انہیں اس طرف توجہ نہ دلائی جاسکے "۔

(الفضل 4؍اگست 1948ء)

1 : الانفال:7